دلّی کا آخری مغل تاجدار
ایک جدید تاریخی تحقیق کی روشنی میں

ازجناب ہدایت الرحمٰن صاحب محسنی ایم اے

سلاطین مغلیہ کے آخری عہد کی تاریخی حیثیت پر بر بنائے مصالح ابھی تک ایسا پردہ پڑا ہوا ہے جس کی تاریکی سے گذر کر منظر شہود تک رسائی حاصل کرنا ایک محقق کیلئے بھی آسان نہیں ہے۔ جو واقعات مغلوں کے انحطاط اور تنزل کے باب میں تاریخ ہند کی درسی یا تحقیقی کتب پیش کر سکتی ہیں وہ محض افسانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ تفصیلات اور ٹھوس واقعات جو تاریخی مطالعہ کی جان ہیں مفقود ہیں۔ جانب دار مورخین نے عام طور پر نظری خاکہ کے ذریعہ تاریخ کے صرف وہ ابتر پہلو دکھانے کی مسلسل کوشش کی ہے جو سلاطین کے ذاتی حالات سے زیادہ کچھ بھی نہیں بتلا سکتے۔ بغور دیکھا جائے اور صحیح مواد تک رسائی ممکن ہو تو واقعات کا یہ پہلو بڑی حد تک ان درونِ پردہ مساعی اور سیاسی جدوجہد کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جو اٹھارویں اور انیسویں صدی میں نہایت منظم طور پر روبکار لائی گئی تھیں۔ تاریخی ذرائع پر دسترس نہ ہونے کی وجہ سے ہندوستانی مورخین کی تحقیق و جستجو بھی بد قسمتی سے تصویر کے ایک ہی رُخ تک دستِ طلب بڑھا سکی ہے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سر جادو ناتھ سرکار کی بلند پایہ تصنیف "مغلوں کا زوال" یا اس جہت کی کم و بیش دوسری پُرخلوص کاوشیں بھی دامنِ مراد کو پُر نہیں

کرسکیں۔ ظاہر ہے کہ محققانہ بصیرت کے اس فقدان میں جب مورخین کا مبلغ علم صرف نظریات تک ہی محدود ہو معلومات عامہ کا درجہ کیا ہوسکتا ہے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ایام ۱۸۵۷ء کے واقعات تاریخی طور پر کس سلسلہ کی اہم کڑی ہیں؟ اور ان کا تحقیقی پس منظر کیا ہے؟ یا ۱۸۵۷ء کے نامساعد واقعات 'غدر' کی مکروہ تعریف کے مستحق ہیں یا ان کو تحریک آزادی کی آخری کوشش سمجھنا حق بجانب ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں قلعۂ دہلی کی جملہ تحریکات' کوتاہیوں اور مجبوریوں کا کماحقہٗ اندازہ ہو اور یہ معلوم ہوسکے کہ اسوقت نام نہاد مغل بادشاہت کن ناصبور الجھنوں کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔

تاریخی محققین کی خوش قسمتی سے حال میں ہمارے گروہ کے ایک تشنہ کام متلاشی کی رسائی حکومت ہند کے ایک ایسے ذخیرۂ مسودات تک ہوسکی ہے جس سے مغلوں کے انحطاط پر کسی حد تک تفصیلی روشنی پڑتی ہے۔ ڈاکٹر جے کے مجمدار نے اپنی تالیف "راجہ رام موہن رائے اور مغل سلاطین" کی اشاعت سے تاریخ ہند کے مذکورہ بالا خلا کو پُر کرنے کی عظیم الشان کوشش کی ہے۔ دراصل یہ کتاب تاریخی نظریات سے الگ حکومت ہند اور دربار مغلیہ کے مابین سیاسی تحریکات کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں من وعن تمام سیاسی خط وکتابت کو یکجا کر دیا گیا ہے' اس میں جانبین کے وہ تمام خطوط اور سرکاری مراسلات محفوظ کر دیئے گئے ہیں جو برطانیہ کے تدریجی استحکام اور مغلوں کے مسلسل زوال کے اسباب ونتائج کی مکمل طور پر تصویر کشی کرتے ہیں۔ اس مبسوط ذخیرہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوجاتا ہے کہ جہاں مغل سلاطین کی کوتاہیاں سیاسی تنزل کا باعث ہیں وہاں کچھ اس قسم کے بیرونی اثرات بھی لگاتار کام کر رہے ہیں' جو بالتصد ان کوتاہیوں کو بڑھانے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے میں سرگرداں تھے۔

چونکہ زیر نظر مطالعہ میں صرف ابوظفر بہادر شاہ آخری مغل تاجدار کے عہد کو دل شکن

واقعات کو پیش کرنا منظور ہے اسلئے مناسب ہوگا کہ شاہی اور سرکاری مراسلات کا اقتباس پیش کرنے سے پہلے اس دور کا ایک اجمالی خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جائے۔

اکبر شاہ ثانی کی وفات پر ۱۸۳۷ء میں ابو ظفر بہادر شاہ اپنے اجداد کے تختِ حکومت پر متمکن ہوا نئے تاجدار کو حسبِ دستور گورنر جنرل کی طرف سے تہنیتی خط لکھا گیا جس میں یقین دلایا گیا کہ کمپنی بہادر کی طرف سے بادشاہ کی فلاح و بہبود اور تحفظ واقتدار کو برقرار رکھنے میں افسرانِ برطانیہ حسب سابق کوئی دریغ نہ کرینگے۔

بہادر شاہ کو سریر آرائے حکومت ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ شاہی وظیفہ کی توسیع کیلئے جس کا اکبر ثانی سے وعدہ کیا گیا تھا انگریزی حکومت کے سامنے درخواست پیش کی گئی۔ شمالی و مغربی صوبے کے گورنر نے اس رعایت پر غور کرنے کی مخالفت کی۔ مگر چونکہ اس مسئلہ پر باضابطہ طور پر گفت و شنید ہو چکی تھی۔ اور اس کی اہمیت سے روگردانی ممکن نہ تھی اس لئے گورنر جنرل نے اس پر مزید غور کا وعدہ کیا۔ اور ایکبار پھر یہ مسئلہ حکومت ہند کے سامنے پیش ہوا لیکن اس مرتبہ بھی بادشاہ کے سامنے وہی شرائط پیش کی گئیں جن کو سلاطینِ گذشتہ ناقابلِ قبول سمجھکر مسترد کر چکے تھے۔ ان شرائط کی رو سے بادشاہ کو نہ صرف اندرونِ قلعہ کے تمام انتظامی حقوق سے دست بردار ہونا پڑتا تھا بلکہ ان معدودے چند مواضعات سے بھی دست کشی ضروری تھی جو بطور جاگیرِ خاص کے ابتک شاہی تسلط میں چلے آتے تھے۔ علاوہ بریں سب سے اہم بات یہ تھی کہ وظیفہ پر بھی بادشاہ کا اختیار مسدود کر دیا گیا تھا۔ جس کی بنا پر شاہزادوں اور خود بادشاہ کے حصہ میں بھی حسب ضرورت رقم نہ آتی تھی، مجوزہ شرائط کے مطابق افسرانِ برطانیہ ہی تمام شاہی خاندان میں حصہ بحصہ قلیل رقوم تقسیم کرنے کے مجاز تھے۔ بادشاہ نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ خط و کتابت طویل عرصہ تک ہوتی رہی مگر جانبین اپنی جگہ سے سر مو نہ ہلے۔

آخر کار مجلس ڈائرکٹران نے بغیر منظوری شرائط متعلقہ توسیع وظیفہ کے سوال کو قطعی طور پر مسترد کر دیا۔

اسی دوران میں لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل شمالی صوبہ جات کا دورہ کر رہا تھا۔ اس نے بادشاہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ انگریز وکیل مقیم دربار کو ہدایت کی گئی کہ وہ پہلے درباری رسوم کو نظر انداز کر کے ملاقات کے انتظامات مساویانہ طور پر انجام دے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اس سے پہلے بھی باوجود کوشش کے لارڈ امہرسٹ بغیر مراسم دربار شاہی بادشاہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اور اس مرتبہ گورنر جنرل بالیقین اس کمی کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ بہادر شاہ نے آداب شاہی کی ان حدود میں کسی قسم کی کوتاہی کو منظور نہ کیا جو لارڈ امہرسٹ کے زمانہ میں روایتاً باقی رکھی گئی تھیں۔ بنابریں گورنر جنرل نے ملاقات کو ملتوی کر دیا۔

حکومت شاہی اقتدار کو ختم کرنے کی طرف برابر مصروف تھی۔ جب بادشاہ نے توسیع وظیفہ کے خوش آئند خیال کو محض اسلئے نامنظور کر دیا کہ وہ شاہی حقوق سے دست برداری کو کسی حالت میں بھی برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھا تو حکومت ہند نے بادشاہ کے ایک اور کمزور پہلو کی طرف توجہ کی۔ اب شاہی خاندان کے ان ادنیٰ اراکین کی مالی مشکلات اور زبوں حالی کے مسئلہ کو منظر عام پر لایا گیا جو وقتاً فوقتاً بادشاہ کے خلاف درخواستیں بھیجتے رہتے تھے۔ ان لوگوں کی اخلاقی اور مالی پستی کے بارہ میں تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس نے ایک طویل رپورٹ تیار کر کے پیش کی اور تعلیمی انتظامات اور مالی امداد کی سفارش کی۔ لیکن مجلس ڈائرکٹران نے ان سب تجویزات کو ناقابل عمل تصور کر کے مسترد کر دیا اور یہ ترکیب کچھ زیادہ کامیاب نہ ہو سکی۔

اپنے کل مساعی میں ناکامیاب ہونے پر بھی بادشاہ کو امید کی ایک جھلک نظر آتی رہی۔ آخری کوشش کے طور پر اس نے انگلستان کو اپنا ایک نمائندہ بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ حکومت ہند کے قیود و مراسم سے بچکر اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے۔

انہی ایام میں ایک مشہور انگریز مسٹر جارج تھامسن جو اپنی نیک طینتی اور جذبہ خدمت کی بنا پر معروف خلائق تھا وارد ہندوستان ہوا۔ بہادر شاہ نے اپنے مقصد کیلئے اس پر نگاہِ انتخاب ڈالی۔ اور چاہا کہ انگلستان میں شاہی درخواست پیش کرنے کیلئے اس کی خدمات حاصل کیجائیں چنانچہ ابتدائی گفت وشنید کے بعد مسٹر تھامسن کو [illegible] کی سند عطا کی گئی۔ حکومتِ ہند کی اجازت حاصل ہونے پر وہ مغل دربار میں حاضر ہوا۔ اور شاہی خلعت ونیز سفیر الدولہ، مشیر الملک بہادر، مصلح جنگ کے خطابات سے سرفراز ہوا۔ بعد میں ان خطابات کو اور مسٹر تھامسن کی سفارت کو حکومت ہند نے بھی منظور کرلیا۔ اور اواخر ۱۸۴۳ء میں یہ شاہی سفیر انگلستان روانہ ہوگیا۔

اس سفارت کا منشا دراصل یہ تھا کہ بادشاہ کی تمام شکایات اور حصولِ استحقاق کی گذارشیں جو وقتاً فوقتاً حکومت ہند مسترد کرتی رہی تھی براہِ راست ملکہ معظمہ اور انگلستان کے ادارۂ عالیہ کے سامنے پیش کی جاسکیں۔ ان گذارشوں کا ایک طرف تو اقتدارِ شاہی کے مسائل سے تعلق تھا اور دوسری طرف توسیع وظیفہ کے حقوق سے۔ اول الذکر مسئلہ کے ضمن میں اُن تمام حقوق سے بحث کی گئی تھی جو سلاطینِ مغلیہ کو ہندوستان کی شہنشاہیت کے سلسلہ میں ہمیشہ حاصل رہے تھے۔ والیانِ ملک کی دربار میں حاضری، نذر پیش کرنا اور شاہی خلعت حاصل کرنا وغیرہ ایسے امور تھے جن کا بادشاہ نے خصوصی حقوق کے ضمن میں تذکرہ کیا تھا۔ شاہی ٹکسال قائم کرنے اور سکہ چلانے کی اجازت بھی مانگی گئی تھی۔ اس امر پر بھی زور دیا گیا تھا کہ حکومت ہند کی طرف سے دربار شاہی میں نذر گزارنے کی رسم جاری رکھی جائے۔ وظیفہ کے سلسلہ میں موجودہ رقم کا غیر مشروط طور پر مطالبہ کیا گیا تھا۔

انگلستان کے ادارۂ عالیہ نے بادشاہ کی درخواست کو اس بنا پر مسترد کردیا کہ حکومت ہند سے بالا بالا ہر قسم کی مراسلت ناجائز ہے۔ لیکن مسٹر تھامسن کی جان توڑ کوشش کے بعد بادشاہ

کی عرضداشت پر غور کرنا منظور کر لیا گیا۔ لیکن پھر بھی ان تمام مساعی کا نتیجہ اس فیصلہ کی صورت میں ظاہر ہوا کہ مغل دربار کی تمام گذارشیں ناقابلِ قبول ہیں۔ وظیفہ کے سلسلہ میں اسقدر مراعات دینا منظور کیا گیا کہ "اگر بادشاہ وعدہ کرے کہ خاندان شاہی کے جملہ افراد کو معتدبہ گذر اوقات مہیا کرتا رہیگا تو شاہی وظیفہ میں کچھ اضافہ کیا جاسکتا ہے"۔ بہادر شاہ نے یہ شرائط منظور کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شاہی وظیفہ کے صرف کرنے پر بھی پابندیاں عائد کر دی گئیں تو رہا سہا شاہی اقتدار بھی جاتا رہیگا۔

شاہی اقتدار کو گھٹانیکی یہ موثر ترکیب کارگر نہ ہوئی۔ تو اب کسی دوسری ضرب کاری کا آزمانا ضروری تھا۔ لارڈ ایلنبرا نے اس طرف مزید قدم اٹھایا جس کی رو سے حکومتِ ہند کی طرف سے مغل بادشاہ کے حضور میں نذر پیش کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ پھر اس سے بھی زیادہ سخت مسئلہ یہ پیش ہوا کہ آیا بادشاہ کا قلعہ میں قیام پذیر رہنا بہت ضروری ہے؟ حکومتِ ہند کے سامنے بادشاہ کو قلعہ سے علیحدہ کر دینے کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہ تھا۔ عرصہ سے یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اگر تمام نہاد مغل بادشاہوں کو پورے کروفر اور تزک و احتشام کے ساتھ قلعہ میں رہنے دیا گیا تو بہت ممکن ہے کسی آئندہ وقت میں تباہ شدہ شہنشاہیت کے جسم میں از سرِ نو روح پھونکنے کے اسباب مہیا ہو جائیں اس لئے لارڈ ولزلی نے مکمل ارادہ کر لیا کہ جو کچھ بھی ہو بادشاہ کو قلعۂ دہلی سے ہٹا کر کسی دوسرے مقام پر لیجانا چاہئے۔ ایسی جگہ دہلی سے دور منگیر کو تجویز کیا گیا۔ لیکن اس تحریک نے بادشاہ اور خاندانِ شاہی میں ایک ہیجانِ عظیم پیدا کر دیا۔ اس لئے بحالتِ موجودہ اس پر عمل پیرا ہونا قرینِ مصلحت نہ سمجھا گیا۔ اور ضروری اقدام آئندہ کسی مناسب موقع کیلئے ملتوی کر دیا گیا۔

لارڈ ڈلہوزی نے اس سوال کو پھر اٹھایا اور مصمم ارادہ کر لیا کہ دہلی کی شہنشاہیت کے خواب کو جسقدر جلد ممکن ہو ختم کر دینا چاہئے۔ اسوقت یہ طے کر دیا گیا کہ بہادر شاہ کی وفات پر خاندان تیمور کی

شہنشاہی کو سرکاری طور پر تسلیم نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے ۱۲ فروری ۱۸۵۶ء کو مجلس ڈائرکٹران کے نام جو مراسلہ تحریر کیا اس میں صاف طور پر تحریر کر دیا کہ مرزا فخر الدین کو ولیعہد سلطنت کے حقوق حاصل نہ ہوں گے بلکہ وہ شہزادہ کے القاب سے منسوب کیا جائیگا۔ اور اس کو قلعہ کی رہائش ترک کر کے قطب کے مقام پر اقامت پذیر ہونا پڑے گا۔

بہادر شاہ کے عہد کے واقعات کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے ہم ذیل میں ڈاکٹر مجمدار کے شائع کردہ سرکاری مراسلات سے رجوع کرتے ہیں۔ مراسلات کے صرف وہ اقتباسات پیش کئے گئے ہیں جو نفس مضمون سے متعلق ہیں۔

مراسلہ مجلس ڈائرکٹران بنام جناب گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۳۳ء

"ملک معظم اور خاندانِ شاہی کے وظیفہ میں ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ کر کے مجموعی رقم ۱۵ لاکھ[1] روپیہ سالانہ بحق خاندانِ شاہی دیا جانا ہم ممبرانِ مجلس کو منظور ہے لیکن اس اضافہ کی ہوئی ۳ لاکھ روپیہ کی رقم کو شاہی خاندان کے افراد کی ضرورتوں اور حقوق کا جائزہ لیکر تقسیم کرنیکا حق صرف گورنر جنرل کو ہی ہوگا۔

یہ امر صاف طور پر ذہن نشین ہو جانا چاہیئے کہ وظیفہ میں یہ توسیع بادشاہ کے اُن تمام حقوق کا معاوضہ سمجھی جائیگی جو کسی نوع سے بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔

ہم اُن عرضداشتوں پر توجہ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں جو قلعہ کی شکستہ حالی اور اس کی مرمت اور اخراجات کے بارہ میں موصول ہوئی ہیں۔ اگر گورنر جنرل کی رائے میں وظیفہ شاہی کی مجوزہ توسیع بھی قلعہ کی مرمت کا بار برداشت نہیں کر سکتی ہے

[1] یاد رہے کہ بنگال کی دیوانی کے حقوق کے معاوضہ میں شاہِ عالم کا اولاً پچاس لاکھ وظیفہ مقرر ہوا تھا۔ جبکہ الہ آباد وغیرہ اضلاع بھی بادشاہ کے تسلط میں تھے۔

تو ہماری رائے میں گورنر جنرل اس مصرف کے لئے کوئی معقول رقم بطور خاص مقرر کرسکتے ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ قلعہ کی مرمت کی دائمی ذمہ داری شاہی خاندان کے رکنِ اعلیٰ پر ہی عائد ہوگی۔"

اس مراسلہ کے بعد بھی اصولی اور اختلافی مسائل کی وضاحت کے لئے طویل مدت تک مغل دربار اور انگریزی حکومت میں خط و کتابت ہوتی رہی جس سے انگریز عمائدین نے محسوس کیا کہ معاملات خاطر خواہ طے ہو رہے ہیں۔ ذیل کے مراسلہ سے بھی یہ بات عیاں ہوتی ہے۔

اقتباس مراسلہ مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۳۷ء

چونکہ ملک معظم نے آخر کار شاہی خاندان کے وظیفہ میں ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کے اضافہ کی شرائط منظور کرلی ہیں اس لئے ہم گورنر جنرل کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ توسیع وظیفہ کے احکامات پر عمل درآمد کرسکتے ہیں۔

بقایا سابقہ کے بارہ میں ملک معظم کی جانب سے جو آپ نے ہم کو برمحل یاد دہانی کرائی ہے ہم اس سلسلہ میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہم معاملہ متعلقہ میں منظوری دینے سے قاصر ہیں۔ توسیع وظیفہ پر عمل اُسی روز سے ہوگا جب ملک معظم باضابطہ طور پر اپنی قبولیت سے اطلاع دینگے۔

شقہ ملک معظم بادشاہ دہلی بنام ایجنٹ گورنر جنرل مورخہ یکم اگست ۱۸۳۸ء

آپ کی عرضداشت مع ترجمہ مراسلہ مجلس ڈائرکٹران بنام رائٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر مورخہ ۱۳ر فروری ۱۸۳۳ء موصول ہوئی اور اینجانب کے ملاحظہ سے گذری۔

مراسلے کے تیسرے فقرہ (پیراگراف) میں مذکور ہے کہ شاہی وظیفہ میں ملک معظم اور خاندانِ تیموریہ کے مفاد کیلئے اضافہ کیا جانا منظور ہوا ہے۔ کل وظیفہ بعد اضافہ ۱۵ لاکھ روپیہ

سالانہ ہو جائے گا۔

سرکاری مراسلہ کی رو سے اضافہ ملک معظم اور خاندانِ تیموریہ کیلئے کیا گیا ہے۔ لیکن فہرست تقسیم میں جو حضرت ملک معظم مرحوم کی خدمت میں پیش کی گئی تھی بادشاہ کے صرف خاص کا کوئی ذکر نہ تھا۔ یہ امر حیرت کا باعث ہے کہ موجودہ فہرست تقسیم میں بھی بادشاہ کے مصارف خاص کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

چوتھے فقرہ میں یہ صاف طور پر تحریر ہے کہ ملک معظم کو توسیع وظیفہ کے معاوضہ میں حکومت برطانیہ کے مقابلہ میں ہر قسم کے شاہی حقوق سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ آپ خود ہی غور کیجئے کہ ہم اپنے حقوق سے اس طور پر لا دعویٰ کیسے لکھ سکتے ہیں۔

علاوہ بریں وظیفہ کی اضافہ شدہ رقم خاندانِ تیموریہ کے کل افراد میں حصہ وار تقسیم کیا جانا تجویز ہوا ہے اس میں سے خود بادشاہ یا اس کے خاص ورثا کیلئے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ ملک معظم اور انکے ورثا کی مالی دشواریاں جوں کی توں باقی رہتی ہیں۔ اس صورت میں ہمارے تمام حقوق سے دست برداری کا سوال ایک عجیب قسم کی شدت طلبی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ رویہ حکومت برطانیہ کی روایتی رواداری کے منافی ہے۔

پانچویں فقرہ میں ہمارے قلعہ کی شکستہ حالی کے مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسکا منشا یہ ہے کہ اگر شاہی وظیفہ میں سے مرمت کے اخراجات برداشت نہیں کئے جا سکتے ہیں تو حکومت برطانیہ اس کیلئے ایک خاص رقم اس شرط پر منظور کر دے کہ آئندہ ملک معظم ہی ان اخراجات کا بار برداشت کرینگے یعنی یہ رقم وظیفہ میں سے مہیا کر لیجائیگی۔ اس سلسلہ میں ہماری تجویز ہے کہ اسوقت قلعہ کی مرمت حکومت برطانیہ کرا دے اور آئندہ خود بدولت ہی اسکو اپنے ذمہ لینا منظور کرتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ پانچہزار روپیہ سالانہ کا خاص مد جو قلعہ کیلئے مخصوص ہے ہمیشہ خزانہ شاہی میں داخل کیا جاتا رہیگا۔

اگر آپ کو کوئی اعتراض ہو تو ہمارے اس شقہ کی نقل رائٹ آنریبل گورنر جنرل کے ملاحظہ کیلئے بھی بھیجدیجائے

مراسلہ مجلس ڈائرکٹران بنام گورنر جنرل بہادر و مجلس مشاورت مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۴۴ء

توسیع وظیفہ کے بارہ میں شاہی مراسلات کے مطالعے سے ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ موجودہ شاہِ دہلی بہادر شاہ نے مجوزہ شرائط پر شاہی خاندان کے اخراجات کیلئے ۳ لاکھ روپیہ سالانہ اضافہ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ توسیع وظیفہ کے بدلہ میں اپنے جملہ حقوق سے دست برداری کیلئے تیار نہیں چونکہ ہمارے لئے اس شرط کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہے اسلئے یہ سمجھ لینا حق بجانب ہوگا کہ ملک معظم کو مجوزہ مالی مراعات سے استفادہ کرنا منظور نہیں ہے۔ دریں صورت حالات ہمیں مسٹر میٹکاف کی اس رائے سے اتفاق نہیں ہے کہ مجوزہ وظیفہ میں سے ایک خاص رقم پیش کردہ شرائط کی منظوری کے بغیر بھی شاہی خاندان کے ضرورتمند افراد پر صرف کر دیجائے۔

زیر نظر شقۂ شاہی کے اکثر انکشافات کو ہم قابل اطمینان تصور کرتے ہیں ہمیں اعتراف ہے کہ شاہزادہ مرزا حیدر شکوہ کی سزائے موت کا مسئلہ ملک معظم کی خواہش پر ایجنٹ گورنر جنرل کی تفتیش کے بعد مناسب طور پر طے کر دیا گیا ہے۔

عرضداشت منجانب ایجنٹ گورنر جنرل بحضور ملک معظم بادشاہ دہلی مورخہ ۱۸ مئی ۱۸۳۹ء

میرے مراسلہ کے جواب میں آنحضرت کا شقۂ مبارک شرف صدور لایا جس کے مشمولات نے مجھکو سخت حیرت میں ڈالدیا ہے آنجناب کو یاد ہوگا کہ میں ہمیشہ شاہی معاملات میں دخل اندازی سے عمداً احتراز کرتا رہا ہوں۔ اور اگر میرا مشرب اسکے خلاف بھی ہوتا تب بھی میں حکومت ہند کی منظوری کے بغیر ایسا کرنیکا مجاز نہ تھا لیکن جب اعلیحضرت نے تحریری اور زبانی طور پر خود ہی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں شاہی معاملات کے انتظام کے سلسلہ میں کوئی لائحہ عمل تجویز کروں تو مجھے ۱۳ ماہ رواں کے مراسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا پڑا۔ان گذارشات کا جواب ایسے تلخ الفاظ میں میرے سامنے موجود ہے جس سے میں یہ خیال کرنے پر مجبور ہوں کہ

اعلیحضرت نے اسکو شرف ملاحظہ نہیں بخشا۔ درینصورت اس مسئلہ پر مزید غور وخوض غیر ضروری سمجھتا ہوں۔
آنحضرت کے ارشاد کے مطابق کل میں شرف باریابی تو ضرور حاصل کرونگا لیکن اگر یہی تجویز ہو کہ شاہی معاملات کے متعلق مجھ سے پھر مشاورت کی جائے تو میں صاف طور پر عرض کردینے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس باریابی سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ کیونکہ کچھ خود غرض لوگ جو آنحضرت کے اردگرد جمع رہتے ہیں آنجناب کو اس کی اجازت نہ دیں گے کہ کسی متعینہ لائحہ کے مطابق معاملات کی درستگی عمل میں آسکے۔ جہانتک خادم کا تعلق ہے یہ امر واقعہ ہے کہ حضور پر نور کے مفاد کے علاوہ میری کوئی اور غرض نہیں ہے۔

شقۂ مبارک منجانب ملک معظم شاہ دہلی بنام ایجنٹ گورنر جنرل

اینجانب نے آپ کے مراسلہ کو بغور ملاحظہ کیا اور اب یکے بعد دیگرے جملہ امور کا جواب سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

۱۔ سلاطین کے شور وغوغا کے بارہ میں | اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقعات قابل غور ہیں۔ ہمارا وظیفہ اور دوسرے ذرائع آمدنی ایک خاص رقم تک محدود ہیں۔ اور تیموری نسل سے متعلق شاہی خاندان کے لوگ سلسلۂ ازدواج اور پیدائش کے ذریعہ روز بروز بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ درینصورت ہمارے واقعات اسکے متحمل نہیں ہیں کہ اس وسیع خاندان کے ہر فرد کیلئے ہر پیدائش پر ایک معتدبہ وظیفہ مقرر کردیا جائے۔ ممکن صرف یہی ہے کہ اصولِ شرع کے مطابق ورثا کو آبائی وظیفہ میں سے بقدرِ حصہ رقوم تقسیم کردیجائیں۔ اسکے علاوہ ان کی اعانت کا کوئی دوسرا طریقہ کار قابل عمل نہیں ہے۔ وسعتِ خاندان کی بناپر وظائف کی رقم رفتہ رفتہ بہت قلیل مقدار تک پہنچ گئی ہے۔ اور اراکین خاندان کی مشکلات یقیناً ناقابلِ اصلاح حد تک بڑھ چکی ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی گذر اوقات کا وظائف کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ گاہ بگاہ ما بدولت صرفِ خاص سے جو کچھ مالی امداد کرسکتے ہیں

وہ ان کے تمام اخراجات کی کفیل نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر تاوقتیکہ ان لوگوں کیلئے کوئی علیحدہ مستقل طور پر منظور نہ کی جائے موجودہ تکالیف کا سدباب قطعی ناممکن ہے۔ ہماری رائے میں ان کے حالات کی درستگی کا اس سے بہتر اور کوئی علاج نہیں ہے کہ حکومت برطانیہ ہر بچہ کی پیدائش پر زندگی کی تمام ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جس میں تعلیم اور شادی وغیرہ شامل ہوں ایک معقول وظیفہ مقرر کر دیا کرے جو ان کی لاوارث مرنے پر بحق سرکار ضبط ہو جائے۔

حافظ رحمت خاں رُہیلہ کے خاندان کے سلسلہ میں گورنمنٹ پہلے ہی سے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہے اور یہ حیرت کی بات ہے کہ خاندان مغلیہ جو بہرصورت رہیلہ خاندان کے مقابلہ میں بہت زیادہ وقیع اور قابل اعتنا ہے اس رعایت سے ابتک کیوں محروم ہے۔ مختصر یہ کہ سلاطین کی وہ تمام شکایتیں جو مالی دشواریوں کے باعث پیش کی جا رہی ہیں۔ ہمارے حالات کے پیش نظر ناقابل اصلاح ہیں۔ ممکن ہے کہ شاہی اخراجات میں کمی کرنے سے کچھ رقم پس انداز کیجا سکے اور اس سے کسی حد تک سلاطین کی دشواریاں بھی حل ہو جائیں لیکن اس کے باوجود ممکن نہیں ہے کہ ہر فرد کی ضرورت کے مطابق امداد ہو سکے۔ بحالت موجودہ شاہان گذشتہ کی مقابلہ میں دربار کے اخراجات کہیں زیادہ ہیں۔ جو وظائف پہلے نواب ممتاز محل، مرزا بابر، مرزا سلیم اور مرزا جہانگیر کے خاندان کیلئے وقف تھے وہ اب نواب تاج محل، مرزا فخرالدین، مرزا فرخندہ بخت اور ہمارے دوسرے شاہزادوں کو دیے جاتے ہیں۔ ان کا استحقاق حکمران وقت کی اولاد کی حیثیت سے زیادہ ہے۔ خاندان شاہی کے دیگر افراد جو شاہی وظیفہ کے مقرر ہونیکے بعد پیدا ہوئے ہیں ان سب کا انحصار حکومت برطانیہ کے رحم وکرم پر ہے جس کی آپ نمایندگی کرتے ہیں۔

بردہ فروشی کا مسئلہ | واقعہ یہ ہے کہ سال گذشتہ کے قحط کی وجہ سے باوجود اسکے کہ متعدد

عدالتیں اور پولیس کی چوکیاں ہر شہر میں قائم ہیں۔ تمام صوبہ میں ہزاروں بچے اور جوان عورتیں فروخت کی جا رہی ہیں۔ یہی حالت دہلی کے شہر کی بھی ہے۔ جہاں پر کمشنر کی عدالت، جج کی عدالت، فوجداری عدالت، جائنٹ مجسٹریٹ کی عدالت مع پولیس کے محکمے کے جو بارہ تھانوں اور سینکڑوں چوکیداروں پر مشتمل ہے رعایا کی حفاظت میں سرگرم ہیں۔ لیکن پھر بھی لاتعداد بچے نہایت بیرحمی سے فروخت کئے جاتے رہے ہیں چونکہ لوگوں کو کسی نہ کسی طرح قحط کے اثرات سے بچنا ہی ہے۔ ان حالات میں اگر تمام احتیاطوں کے باوجود چند لڑکیاں گاہ بگاہ قلعہ کے اندر بھی خریدی گئی ہیں جو بطور خود ایک شہر کی آبادی پر مشتمل ہے تو یہ کچھ زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے۔ شاہی ملازمین کو تحقیق و تفتیش کی ہدایات دیدی گئی تھیں تاکہ وہ ایسے سب بچوں کو آزاد کرا سکیں۔ اور اس قسم کی خرید و فروخت قلعہ کے اندر نہ ہونے دیں۔ یہ واقعہ ہے کہ قلعہ میں بردہ فروشی کے اثرات شہر کے مقابلہ میں نہ ہونیکے ہی برابر ہیں جو کچھ آپ نے اخبارات کے ذریعہ قلعہ میں غیر معمولی بردہ فروشی کے متعلق سُنا ہے وہ یا تو کچھ بہت خواہ غیر ذمہ دار لوگوں کی غلط بیانی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیکر رشوت ستانی کا بازار گرم کرنا چاہتے ہیں۔ یا پھر ایسی خبریں ان انعامات کو حاصل کرنے کیلئے ہیں جو اس قسم کی خبر رسانی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ دیگر امور بھی جو قلعہ کے انتظامات کے خلاف مذکور ہیں اسی طرح دوسرے غلط پروانوں کی ایجادات کا نتیجہ ہیں۔ ہر شہر اور ہر قصبہ میں جو بداخلاقیاں اور تباہ کاریاں آج ہو رہی ہیں وہ ایجانب پر بخوبی روشن ہیں۔ حکومت برطانیہ کی سلطنت کے آغاز سے ابتک قلعہ میں صرف ایک ہی قتل[1] کی واردات معرض ظہور میں آئی ہے جبکہ اسی شہر میں قتل و غارت ڈاکے اور

[1] میرزا احمد شکوہ کی بیوی کے قتل کا واقعہ۔

شبانہ وارداتیں روزمرہ کی چیزیں ہیں۔ ان کے انسداد کیلئے بظاہر کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ اسلئے اگرہ ۲ سال کے عرصہ میں قتل کا ایک واحد واقعہ قلعہ میں بھی ہوگیا ہے جس کی سزا ابھی فوری طور پر مجرم کو دی جاچکی ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی بنا پر قلعہ کے تمام انتظامی امور کو بدانتظامی کا تمغہ دیدیا جائے۔

قلعہ کی مرمت اور دیگر امور | اس میں کوئی شک نہیں کہ قلعہ کی مرمت اور شاہی رسد وسامان کی فراہمی پر کچھ عرصہ سے توجہ نہیں دیجاسکی ہے اور اس کی وجہ مالی دشواریاں ہیں۔ شاہی آمدنی معمولی اخراجات سے زیادہ دیگر مصارف کے بار کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ توسیع وظیفہ کا مسئلہ اور وہ رقوم جو خاص طور پر قلعہ کی مرمت کیلئے زیر تجویز ہیں ابھی تک معرضِ التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔

شاہی نشان جو وزرا کی لاپرواہی اور بددیانتی کی وجہ سے ابھی تک تیار نہیں ہوسکا ہے عنقریب مکمل ہوجائے گا۔

جن امور پر بحالت موجودہ غور وخوض کرنیکی ضرورت ظاہر کیگئی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مابدولت کی مجموعی آمدنی کی تصدیق۔ یہ کام ایک محرر بھی بغیر کسی خاص دشواری کے تھوڑے سے عرصہ میں حسابات کو دیکھکر انجام دیسکتا ہے۔

۲۔ قلعہ کے مختلف محکمہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں۔ اس کا اہتمام بھی چنداں دشوار نہیں۔ آپ کیلئے ضروری نہیں کہ اس تفتیش میں بیجا وقت ضائع کریں۔ جہانتک تغلب اور فضول خرچیوں کے انسداد کا تعلق ہے یہ کام شہزادگان کے تقرر سے بھی خاطر خواہ طور پر انجام پاسکتا ہے۔ لہذا آپ کو یا آپ کے عملہ کو ان معمولی باتوں پر زحمت گوارا کرنیکی ضرورت نہیں ۔ ایسا کرنے سے آپ اپنے بیش قیمت وقت کو جو زیادہ اہم کاموں میں صرف

ہونا چاہیے خواہ مخواہ ضائع کریں گے۔

۳۔ ہمارے قرض خواہوں کی حساب فہمی کا مسئلہ ذرا دشوار ہے کیونکہ وہ صحیح حسابات پیش کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ اور قرضہ کی رقوم کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اس کا انتظام بغیر آپ کی امداد کے ممکن نہیں ہے۔ صحیح حسابات پیش کرنے میں ان کی بد دیانتی حائل ہے اور وہ آپ کی دخل اندازی سے رفع کی جا سکتی ہے۔ جو غیر مناسب حسابات وہ اسوقت پیش کرتے ہیں وہ کسی صورت میں قابل تسلیم نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ہمارے صحیح مطالبات سے بھی احتراز کرتے ہیں۔ ہمارے مالی مطالبات کے حصول میں آپ کی امداد ازبس ضروری ہے۔

۴۔ شاہی خاندان کے افراد کی مالی اعانت کا مسئلہ بھی آسان نہیں ہے اور اس میں آپ کی امداد بہت ضروری ہے۔ شاہی وظیفہ میں جو اضافہ شدہ رقوم مجلس ڈائرکٹران کے حکم سے منظور کی گئی ہیں ان کی تقسیم ہمارے ایماء کے مطابق صرف آپ کے اشتراکِ عمل سے ہی ممکن ہے۔

جہانتک مؤخر الذکر امور کا تعلق ہے مابدولت کو آپ کی دخل اندازی میں اعتراض نہیں ہے۔ اس کے متعلق احکامات جاری کرنے میں کوئی تعویق نہ ہوگی۔

قلعہ سے متعلقہ معلومات | قلعہ سے متعلقہ معاملات جن کی تفتیش گورنر جنرل کو معلومات بہم پہنچانے کیلئے زیر غور ہے وہ اصولی طور پر حسب ذیل امور سے تعلق رکھتے ہیں۔

شاہی خاندان کے تمام افراد (مرد و زن) کی تفصیلی تعداد شاہی وظیفہ مقرر ہونیکے وقت کیا تھی اور اب کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا وظیفہ اُسوقت کیا تھا اور اب کیا ہے۔

صرف ان امور کی تصدیق کے سلسلہ میں مابدولت ہر امداد دینے کیلئے تیار ہیں ان

حدود سے باہر دوسرے نجی واقعات کی چھان بین شاہی خاندان کی بہبودی پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ تاہم اگر آپ مطلوبہ معلومات کا ایک مفصل نقشہ پیش کرینگے تو اینجانب اپنی رائے عالیہ سے ضرور آگاہی بخشیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ خود یا گورنر جنرل بہادر اینجانب کو اس معاملہ میں نامناسب زحمت دینا گوارہ نہ کرینگے۔ ہم خود بھی اپنے معاملات کے سلسلہ میں گورنر جنرل بہادر کو ایک مفصل مراسلہ تحریر کریں گے اور امید کرتے ہیں کہ آپ بحیثیت وکیل خاص اسکورائٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ارسال کر دینگے۔"

مندرجہ بالا مراسلات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اپنی اپنی جگہ ہر دو فریقین یعنی بہادر شاہ اور عمائدین حکومتِ ہند کچھ خاص مقاصد سامنے رکھکر طویل مراسلت کرتے رہے۔ مگر ایک طرف رہے سہے مغل اقتدار کا سوال تھا اور دوسری طرف حکومتِ ہند کے آزاد قیام کی راہ سے نام نہاد شہنشاہیت کا سنگ گراں اٹھا دینے کا مسئلہ درپیش تھا۔ ایک حکمراں طاقت اور مفلوج شہنشاہیت میں صحیح مفاہمت کی شکل پیدا ہو جانا آسان کام نہ تھا۔ حکومتوں کے مسائل صرف گفت شنید کی پُرامن منطقی بحثوں سے پہلے کب طے ہوئے تھے جو اس موقع پر ہوتے۔ مغل شاہنشاہیت کو ناساعد واقعات نے پہلے ہی کافی کھوکھلا کر دیا تھا۔ چنانچہ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ یعنی مغل بادشاہ کی آخری تحریری صف آرائی بھی جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کے جناب میں مسٹر تھامسن کے ذریعہ عمل میں آئی تھی ایک مفصل نفی کے ساتھ رد کر دی گئی۔ بہادر شاہ کی یہ اپیل اور برطانوی قضا و قدر کا آخری جواب اس سلسلہ کی دوسری کڑی میں ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)